چھ رنگین دروازے

منیر نیازی

kitaabiyat.blogspot.com

ترتیب

منیر کی منور شاعری — احمد ندیم قاسمی ، ۱۱

حمد ، ۱۵

رسولِ کریمؐ کی یاد ، ۱۷

سفر میں ایک منزل یہ بھی ، ۱۸

چھ رنگین دروازے ، ۲۰

لاہور میں ایک صبح ، ۲۱

کراچی کی سیر کے دوران ، ۲۲

ایک منظر ، ۲۳

دھوپ کے رنگوں میں ایک نیا رنگ ، ۲۴

صبحِ صادق کا پھیلاؤ ، ۲۵

ان لوگوں سے خوابوں میں ملنا ہی اچھا رہتا ہے ، ۲۶

کہنے والی بات میں دیر کی وجہ ، ۲۷

گانے والے پنچھی کی ہجرت ، ۲۸

شہروں کے مکان

kitaabiyat.blogspot.com

ثابت و سیّار ساعتیں ، ۳۰
فصلِ بہاراں میں شہر کے نکڑ ، ۳۱
شکر پڑیاں کی پہاڑی پر نظم ، ۳۲
خوبصورت زندگی کو ہم نے کیسے گزارا ، ۳۳
کتنے بے کل نین ہیں ، ۳۴
کچھ باتیں اَن کہی رہنے دو ، ۳۵
گھر بنانا چاہتا ہوں ، ۳۶
کوکتی ہے بنسری ، ۳۷
سو جاؤ ، آرام کرو ، ۳۸
بیمار گلاب ، ۳۹
منتشر ہے بہت ، ۴۰
اُمید کا گیت ، ۴۱
رات اتنی جا چکی ہے اور سونا ہے ابھی ، ۴۲
ایک نگر کے نقش بھلا دوں ایک نگر ایجاد کروں ، ۴۴
خاکِ میداں کی حدتوں میں سفر ، ۴۵
نام بے حد تھے مگر ان کا نشاں کوئی نہ تھا ، ۴۶
بے چین بہت پھرنا گھبرائے ہوئے رہنا ، ۴۸
دن اگر چڑھتا ادھر سے میں ادھر سے جاگتا ، ۴۹
سایۂ قصرِ یار میں بیٹھا ، ۵۰
نسل در نسل کے افکارِ غزل سے نکلا ، ۵۱
کچھ وقت بعد اس سے جو نفرت ہوئی مجھے ، ۵۲
بے خیالی میں بس یونہی اِک ارادہ کر لیا ، ۵۳
اور بھی قصے ہیں جو میں داستاں کرتا نہیں ، ۵۵
وحدت سے کثرت کی طرف ، ۵۶
اِک عالمِ ہجراں ہی اب ہم کو پسند آیا ، ۵۸
ساری زمین سارا جہاں راز ہی تو ہے ، ۵۹
زندہ رہیں تو کیا ہے جو مر جائیں ہم تو کیا ، ۶۱
ردا اس چمن کی اُڑا لے گئی ، ۶۲
میری ساری زندگی کو بے ثمر اُس نے کیا ، ۶۴
ہر مشکل موسم کی حد پر ، ۶۵
ایک اُمت کے گزرنے کے بعد کا وقت ، ۶۶
نئی محفل میں پہلی شناسائی ، ۶۸
کسی کو اپنے عمل کا حساب کیا دیتے ، ۶۹
میں اگر ٹھہر جاتا ، ۷۰
وحشتِ باراں کی ہوا سے پھر ہرا سا ہو گیا ، ۷۱
ہر شکم پر خوبصورتی کا مقام ، ۷۲
شکوہ کریں تو کس سے شکایت کریں تو کیا ، ۷۴
ڈرائے گئے شہروں کے باطن ، ۷۵
kitaabiyat.blogspot.com

ایک بیراگی سے مکالمہ ، ۷۶
طلسماتِ صبحِ کاذب ، ۷۷
موسمِ سرما کی بارش کا یہ پہلا روز ہے ، ۷۸
اب میں اسے یاد بنا دینا چاہتا ہوں ، ۷۹
گہری خاموشی ، ۸۰
خواب و خیالِ گُل سے کدھر جائے آدمی ، ۸۱
پتھر کا اس کا دل ہے تو مخمل کا اس کا جسم ، ۸۲
اپنے گھر سے چل پڑنا محفلوں کی حسرت میں ، ۸۳
اُس کو یاد کرنے کی ساعتیں ، ۸۴

منیر کی منوّر شاعری

آخری سچائی ۔ آخری حقیقت تک رسائی تو شاید ناممکن ہے مگر بڑی شاعری ، حقیقت تک رسائی کا ذریعہ نہ سہی ، اس رسائی کے لیے جدوجہد کی علامت ضرور ہے بڑی شاعری ، آخری حقیقت تک جانے والی سمت کی نشان دہی ضرور کر دیتی ہے اور منیر نیازی کی شاعری اس کا ایک ثبوت ہے ۔

منیر نیازی کے دل و دماغ میں بیشتر ماضی کی یادیں تحریک پیدا کرتی ہیں مگر یہ یادیں اتنی تابندہ اور پاکیزہ ہیں کہ ان کی بازیافت میں نہ حال کو کسی گزند کا احتمال ہے اور نہ مستقبل کو کسی نقصان کا خطرہ ہے ۔ جو چیز خیالات و احساسات کو روشن کرتی ہو اور انسان کے دوامی جذبوں پر آفتاب طلوع کرتی ہو ، اس کی ضرورت حال اور مستقبل دونوں کو ہے ۔ منیر نیازی انھیں مثبت اور منور بازیافتوں کا شاعر ہے ۔ مورخ اور شاعر کے طریقِ بازیافت میں یہی تو فرق ہے کہ مورخ کی بازیافت محض بازیافت ہے ۔ شاعر کی بازیافت فن میں ڈھل کر پیش رفت کا کردار ادا کرتی ہے ۔ جذبے ، خیال اور فکر کے لیے آخری حقیقت کی سمت نمائی صرف اس طرح ممکن ہے ۔

اگر منیر نیازی اپنے عصر کے شعرا سے کچھ الگ ہٹ کر آگے بڑھ رہا ہے تو اس کی ایک وجہ اس کی تیز دھار انفرادیت ہے جو پھیل کر انانیت تک بھی پہنچ جاتی ہے ۔ مگر منیر کی انا ایک بیراگی انا نہیں ہے ۔ وہ خاص واردات خاص تجربات کی انا ہے ۔ چنانچہ اس انا کے اجمال میں لاکھوں باشعور اور حساس اور صورتِ حال سے غیر مطمئن افراد کی تفصیل پوشیدہ ہوتی ہے ۔ منیر نیازی کی شاعری بظاہر بہت سلیس ،

kitaabiyat.blogspot.com

بہت سیدھی سادی ہے مگر بین السطور اتنی گمبھیر ہے جیسے "انا الحق" کا نعرہ تھا، بہت سادہ تھا مگر اس کے عقب میں انسان کی روحانی اور وجدانی واردات کی کائناتیں آباد تھیں۔

قدرت کے خارجی مظاہر پر اردو میں بھی بے شمار نظمیں لکھی گئی ہیں اور اشعار کہے گئے ہیں مگر جس شاعر کے ہاں خارجی کائنات انسان کی باطنی کائنات کا ایک ناگزیر حصہ بن کر رہ گئی ہے وہ اس دور میں منیر نیازی ہی ہے۔ اس کی نظمیں (اور غزلیں بھی) دیکھیے تو فوری تاثر یہ ہوگا کہ شاعر اپنے مشاہدے کے کمالات دکھا رہا ہے مگر پھر یکایک آپ کو معلوم ہوگا کہ ان درختوں اور شاخوں، ان پتوں اور پھولوں، ان سورجوں اور دھولوں، ان پہاڑوں اور دریاؤں، ان گھروں اور گلیوں، ان رنگوں اور بے رنگیوں میں سے ایک ایک میں ایک نہ ایک نہایت نازک مگر بنیادی انسانی جذبہ یوں گھلا ہوا ہے جیسے رنگ میں خوشبو گھلی ہوتی ہے۔ منیر کی شاعری محض مشاہدے کی شاعری نہیں ہے۔ یہ مشاہدات تو اس کے محسوسات کا صرف پس منظر فراہم کرتے ہیں۔ احساس کا یہ منقش اظہار منیر نیازی کا منفرد اسلوب ہے۔ یہی سبب ہے کہ اس کی شاعری کو اگر کامیاب اور کارگر شاعری قرار دیا جائے تو یہ مبالغہ نہیں ہے، صداقت بیانی ہے۔ منیر نیازی کی یہ شاعری آخری سچائی کی سمت جانے والوں کے سفر کو آسان اور آسودہ بنا دیتی ہے۔

بعض اصحاب کہتے ہیں کہ منیر نیازی تنہائی کا شاعر ہے۔ مشکل یہ ہے کہ ہر اچھا فن کار تنہا ہی ہوتا ہے۔ وہ اپنے گرد و پیش کی صورتِ حالات پر قناعت نہیں کر سکتا اسلیے تنہا ہے۔ وہ اس بدصورت دنیا میں خوب صورتیوں کا متلاشی ہے اس لیے تنہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی تنہائی کروڑوں ہمنفسوں اور ہم نصیبوں سے آباد ہوتی ہے۔ اگر منیر نیازی کی تنہائی پسندی کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی ذات کے خول میں

اسیر ہے تو میں کیا تردید کروں گا، منیر کا یہ مجموعۂ کلام ہی اس مغالطے کی مسکت تردید ہے۔

میں آخر میں یہ ضرور کہنا چاہوں گا کہ منیر پر بعض اوقات صوفیانہ واردات بھی گزرتی ہے البتہ اس واردات کے اظہار کے لیے وہ قدیم فارسی اور اردو شاعری کی خاص اصطلاحات و تراکیب سے کام نہیں لیتا۔ اس کی لفظیات اس کی اپنی ہیں۔ اس پر مستزاد اس کا مکالماتی طرزِ ادا ہے جیسے وہ ایک بھری محفل کو بتا رہا ہے کہ — پھر یوں ہوا کہ —!! بظاہر یہ منیر کی سادگی اور سادہ روی ہے، مگر میں قارئینِ کرام کو خبردار کر دوں کہ منیر بڑا ہی پُرکار شاعر ہے۔ خواجہ میر درد اور اصغر گونڈوی کے تصوّف سے منیر کا اندازِ تصوّف قطعی الگ ہے۔ وہ ہمہ اوست اور ہمہ از اوست میں نہیں الجھتا۔ اس کا سرمایہ ایک کرید ہے، ایک جستجو، کہ جو کچھ ہو رہا ہے اس میں کس کا ہاتھ ہے اور یہ ہاتھ صرف قوت و ہیبت ہے یا صرف نور و جمال ہے منیر الہیات میں بھی جمالیات کی سی واردات کے تجربے میں سے گزر رہا ہے اور اردو شاعری میں یہ قطعی نیا اور امکانات سے پُر تجربہ ہے۔

۱۰۔ جنوری ۱۹۷۹ء
لاہور

احمد ندیم قاسمی

kitaabiyat.blogspot.com

حمد

چپ لگی محلّے میں
شام کی طرح آیا

بے شمار باغوں پر
ابر کی طرح چھایا

خواب میں کبھی دیکھا
سامنے کبھی آیا

طائروں کی دل سوزی
رہروں کی جانکاہی

رات کی مناجاتیں
رنجشِ سحرگاہی

kitaabiyat.blogspot.com

رعد جب گرجتا ہے
کوہ جب لرزتے ہیں

بے کنار دشتوں پر
ابر جب برستے ہیں

اک طویل مستی کے
بے شمار حصّے ہیں

ساری یاد اُس کی ہے
سارے اس کے قصّے ہیں

(اپنی پنجابی نظم کا ترجمہ)

رسولِ کریمؐ کی یاد

میں جو اک برباد ہوں آباد رکھتا ہے مجھے
دیر تک اسمِ محمدؐ شاد رکھتا ہے مجھے

kitaabiyat.blogspot.com

سفر میں ایک منزل یہ بھی

اک رودِ دل فریب و دلآرا ہے زندگی
اک اور زندگی کا اشارہ ہے زندگی
یا میری چشمِ مست کا دھوکا ہے زندگی
اے ربِ ذوالجلال بتا کیا ہے زندگی

قصرِ شہی کی قید میں جینا ہے زندگی
محرومیوں کی آگ میں جلنا ہے زندگی

بے سود انتظار میں مرنا ہے زندگی
اک شہرِ اجنبی کا تماشا ہے زندگی
ملتی ہے اس سفر میں کہیں منزلِ مراد
یا پھر اسی طرح سے بھٹکنا ہے زندگی

یہ رازِ خاص مجھ پہ کبھی آشکار کر
مجھ کو بھی اپنے دل کا کبھی راز دار کر

kitaabiyat.blogspot.com

چھ رنگیں دروازے

چھ رنگوں کے پھول کھلے ہیں
میرے گھر کے آگے
کسی نئے سکھ کے دروازے
خواب سے جیسے جاگے
ان کے پیچھے رنگ بہت ہیں
اور بہت اندازے
ان کے پیچھے شہر بہت ہیں
اور بہت دروازے

لاہور میں ایک صبح

شبنم چمک رہی ہے سورج کی روشنی میں
رنگت مہک رہی ہے پھولوں کی تازگی میں
تتلی نے پنکھ کھولے اک لال پنکھڑی پر
جیسے کتاب کوئی مخمل کی پالکی پر
اتری کسی جہاں سے منظر کی یک رخی پر

kitaabiyat.blogspot.com

کراچی کی سیر کے دوران

نصف شب سے صبح دم کے راستے میں بجر ہے
صبح سے پھر نصف شب کے راستے میں بجر ہے
شام کے آغاز سے جو تشنگی سی دل میں تھی
ایک کم آباد قریے کی ہواؤں میں سیر کی
یہ مری خواہش سوادِ بجر میں پوری ہوئی

ایک منظر

سات کلیاں سنگترے کے پیڑ سے جھڑ کر گریں
صاف، چٹیل گوشۂ گلشن کی ویراں راہ پر

kitaabiyat.blogspot.com

دھوپ کے رنگوں میں ایک نیا رنگ

پیلا پھول اِک زرد گڑھا ہے
جس میں شہد کی مکھّی ہے
ڈھونڈ رہی ہے چیز کوئی
جو اس نے یہاں تھی رکھّی
شہد کی بوند کہ زہر ہے کوئی
یا کوئی پھول کی پتّی ہے
پیلا پھول ہے روشن جیسے
دھوپ میں روشن بتّی

صبحِ صادق کا پھیلاؤ

اذاں مسجدوں سے اٹھی جس گھڑی
ہواؤں کے دَل اور گہرے ہوتے
کنارے فلک کے گلابی ہوئے
گلابی سے پھر وہ سنہرے ہوئے

kitaabiyat.blogspot.com

ان لوگوں سے خوابوں میں ملنا ہی اچھا رہتا ہے

تھوڑی دیر کو ساتھ رہے کسی دھندلے شہر کے نقشے پر
ہاتھ میں ہاتھ دیے گھومے کہیں دور دراز کے رستے پر
بے پردہ استھانوں پر دو اڑتے ہوئے گیتوں کی طرح
غصّے میں کبھی لڑتے ہوئے کبھی لپٹے ہوئے پیڑوں کی طرح
اپنی اپنی راہ چلے پھر آخرِ شب کے میداں میں
اپنے اپنے گھر کو جاتے دو حیران بچّوں کی طرح

کہنے والی بات میں دیر کی وجہ

یہی اصلِ حقیقت ہے
کہ میری بے حد چاہت
ہوئی مثلِ قفس مجھ کو

"مجھے تم سے محبت ہے"
بس اتنی بات کہنے میں
لگے بارہ برس مجھ کو

kitaabiyat.blogspot.com

گانے والے پنچھی کی ہجرت

ہری شاخ کانپ رہی ہے
تھوڑی دیر پہلے
یہاں ایک عجیب رنگ کا پنچھی بیٹھا گا رہا تھا
کسی نے اسے ڈرا دیا اور وہ اڑ گیا
ہری شاخ اس کے اڑنے کے بوجھ سے کانپی تھی
کچھ دیر اسی طرح کانپتی رہے گی

(اپنی پنجابی نظم کا ترجمہ)

شہروں کے مکان

ان مکانوں میں ہے کیا
بے روح لوگوں کے سوا

kitaabiyat.blogspot.com

ثابت و سیّار ساعتیں

صبحِ بہار میں اسے
جا کے مِلوں گا میں کبھی
جس سے بچھڑ گیا تھا میں
عہدِ خزاں کی شام میں

شامِ فراق تھی مجھے
بابِ دیارِ یار سی
سبزۂ سوادِ دل رُبا
نافۂ مشکبار سی
خواہشِ ارضِ منتظر
تازہ نئے نظام میں

فصلِ بہاراں میں شہر کی فکر

نیم، املی کے، سفیدے کے درختوں سے پرے
سبز حرفوں کی طرح کی تتلیاں، اُڑتی ہوئیں پھولوں، گھروں کے درمیاں
چند خوش، رنگیں مسافر قافلوں اور راستوں اور منزلوں کے درمیاں

اس کتابِ رنگ و نگہت کے علاقوں سے پرے
شہر کی خبروں سے کچھ افسردہ سا ہے دل مرا
فکرِ ہستِ و بود کی دیوانگی میں مبتلا ہے دل مرا
در سے باہر آ کے دیکھو، دور تک میدان میں
گرد اڑاتی پھر رہی ہے پھر ستمبر کی ہوا
اس کے آخر پر نگر ہے عصر کے ہیجان میں
اور سارے منظروں پر ایک بے پایاں خلا

kitaabiyat.blogspot.com

شکر پڑیاں کی پہاڑی پر نظم

کچھ دیارِ غیر کے کچھ اپنے قصبوں کے شجر
کچھ شناسا اور کچھ انجانے شہروں کے شجر
دوریوں پر سلسلے کہسارِ پر اسرار کے
اور اس دھندلے جہاں ہیں نیلے خوابوں کے شجر
اس مقامِ سبز سے نیچے نشیبِ شہر میں
ایک پاکیزہ سفیدی اور گلیوں کے شجر
میں ہوں اور سحرِ سفر ہے اور رستوں کی ہوا
سرفراز اقبال ہے اور اس کی باتوں کے شجر

خوبصورت زندگی کو ہم نے کیسے گزارا

آج کا دن کیسے گزرے گا کل گزرے گا کیسے
کل جو پریشانی میں بیتا وہ بھولے گا کیسے
کتنے دن ہم اور جئیں گے کام ہیں کتنے باقی
کتنے دکھ ہم کاٹ چکے ہیں اور ہیں کتنے باقی
خاص طرح کی سوچ تھی جس میں سیدھی بات گنوا دی
چھوٹے چھوٹے وہموں ہی میں ساری عمر بتا دی

kitaabiyat.blogspot.com

کتنے بے کل نین ہیں

کتنے بے کل نین ہیں اس کے
اک پل بھی انھیں چین نہیں

رت بسنت کی تتلیاں جیسے
خوابِ ابد کی کھڑکیاں جیسے
سورج پر دو بدلیاں جیسے

امر سہاگ کے ان نگروں میں
کوئی برہ کی رین نہیں

کچھ باتیں ان کہی رہنے دو

کچھ باتیں ان کہی رہنے دو
کچھ باتیں ان سنی رہنے دو
سب باتیں دل کی کہہ دیں اگر پھر باقی کیا رہ جائے گا
سب باتیں اس کی سن لیں اگر پھر باقی کیا رہ جائے گا
اک اوجھل بے کلی رہنے دو
اک رنگیں ان بنی دنیا پر
اک کھڑکی ان کھلی رہنے دو

kitaabiyat.blogspot.com

گھر بنانا چاہتا ہوں

گھر بنانا چاہتا ہوں میرا گھر کوئی نہیں
دامنِ کہسار میں یا ساحلِ دریا کے پاس
اونچی اونچی چوٹیوں پر سرحدِ صحرا کے پاس
متفق آبادیوں میں، وسعتِ تنہا کے پاس
روزِ روشن کے کنارے یا شبِ یلدا کے پاس
اس پریشانی میں میرا راہبر کوئی نہیں
خواہشیں ہی خواہشیں ہیں اور ہنر کوئی نہیں
گھر بنانا چاہتا ہوں میرا گھر کوئی نہیں

گوکتی ہے بنسری

گوکتی ہے بنسری بیراگ کی
وصل کی گھڑیوں ملن کے دن کی سیما سے پرے

(اپنی پنجابی نظم کا ترجمہ)

kitaabiyat.blogspot.com

سو جاؤ، آرام کرو

سو جاؤ، آرام کرو
تم جو اتنے دکھی رہے ہو
سو جاؤ، آرام کرو
اب خوشیوں کو اپنے دل میں مہماں بن کر آنے دو
دل کو جلانے والے ظالم اندیشوں کو جانے دو
وہ جو تمھارے من میں بسی تھی
اس ناری نے اب تو تم سے ملنے کا اقرار کیا ہے

(جیمز میب کی نظم کا ترجمہ)

بیمار گلاب

لال گلاب کے پھول
تجھے تو روگ لگا ہے
وہ کیڑا جو شور مچاتے طوفانوں میں
رات کو اُڑتا پھرتا ہے
اور آنکھ سے اوجھل رہتا ہے
اس نے تیری خوشیوں کا
رنگیلا بستر دیکھ لیا ہے
اس کی بھید بھری چاہت نے
تن من تیرا پھونک دیا ہے

(ولیم بلیک)

kitaabiyat.blogspot.com

منتشر ہے بہت

منتشر ہے بہت
حدِّ افلاک تک
حدِّ افلاک سے
عرصۂ خاک تک
نقش اس رنگ کا
دل سے کیسے اڑے
وسعتِ ہجر میں
تنگیِ وصل میں
اِتنا بکھرا ہُوا
اِتنا ٹوٹا ہُوا
خواب کیسے جُڑے

امید کا گیت

تیری دور رس نگاہیں کوئی خواب دیکھتی ہیں
کھلے پانیوں کا جلوہ کہ سراب دیکھتی ہیں

کوئی پُرسکون مسکن کوئی غمگسار محفل
کوئی دل فریب منزل کوئی بامراد ساحل
جو اُتر رہی ہے دِل پر وہ کتاب دیکھتی ہیں

کسی اجنبی جہاں کی ہے تلاش ان کو شاید
کسی ہم نفس کے آنے کی ہے آس ان کو شاید
کوئی خواب زندگی کا پسِ خواب دیکھتی ہیں

kitaabiyat.blogspot.com

غزل

رات اتنی جا چکی ہے اور سونا ہے ابھی
اس نگر میں اک خوشی کا خواب بونا ہے ابھی

کیوں دیا دل اس بتِ کم سن کو ایسے وقت میں
دل سی شے جس کے لیے بس اِک کھلونا ہے ابھی

ایسی یادوں میں گھرے ہیں جن سے کچھ حاصل نہیں
اور کتنا وقت ان یادوں میں کھونا ہے ابھی

جو ہوا ہونا ہی تھا سو ہو گیا ہے دوستو
داغ اس عہدِ ستم کا دل سے دھونا ہے ابھی

ہم نے کھِلتے دیکھنا ہے پھر خیابانِ بہار
شہر کے اطراف کی مٹی میں سونا ہے ابھی

بیٹھ جائیں سایۂ دامانِ احمد میں منیر
اور پھر سوچیں وہ باتیں جن کو ہونا ہے ابھی

kitaabiyat.blogspot.com

غزل

ایک نگر کے نقش بھلا دوں ایک نگر ایجاد کروں
ایک طرف خاموشی کر دوں ایک طرف آباد کروں

منزلِ شب جب طے کرنی ہے اپنے اکیلے دم سے ہی
کس کے لیے اس جگہ پہ رک کر دن اپنا برباد کروں

بہت قدیم کا نام ہے کوئی ابر و ہوا کے طوفاں میں
نام جو میں اب بھول چکا ہوں کیسے اس کو یاد کروں

جا کے سنوں آثارِ چمن میں سائیں سائیں شاخوں کی
خالی محل کے برجوں سے دیدارِ برق و باد کروں

شعر منیر لکھوں میں اٹھ کر صحنِ سحر کے رنگوں میں
یا پھر کام یہ نظمِ جہاں کا شام ڈھلے کے بعد کروں

غزل

خاکِ میداں کی حدّتوں میں سفر
جیسے حیرت کی وسعتوں میں سفر

خوب لگتا ہے اس کے ساتھ مجھے
وصل کی شب کی خواہشوں میں سفر

اس نگر میں قیام ایسا ہے
جیسے بے انت پانیوں میں سفر

دیر تک سیرِ شہرِ خوباں کی
دور تک دل کے موسموں میں سفر

بیٹھے بیٹھے منیر تھک سے گئے
کر کے دیکھیں گے اِن دلوں میں سفر

kitaabiyat.blogspot.com

غزل

نام بے حد تھے مگر ان کا نشاں کوئی نہ تھا
بستیاں ہی بستیاں تھیں پاسباں کوئی نہ تھا

خرم و شاداب چہرے ثابت و سیّار دل
اک زمیں ایسی تھی جس کا آسماں کوئی نہ تھا

کیا بلا کی شام تھی صبحوں شبوں کے درمیاں
اور میں ان منزلوں پر تھا جہاں کوئی نہ تھا

ہر مکاں اک راز تھا اپنے مکینوں کے سبب
رشتہ میرے اور جن کے درمیاں کوئی نہ تھا

تھا وہاں موجود کوئی بام و در کے اس طرف
خامشی تھی اس قدر جیسے وہاں کوئی نہ تھا

گونجتی تھی بنسری چاروں دشاؤں میں منیر
پر نگر میں اس صدا کا رازداں کوئی نہ تھا

kitaabiyat.blogspot.com

غزل

بے چین بہت پھرنا گھبرائے ہوئے رہنا
اک آگ سی جذبوں کی دہکائے ہوئے رہنا

چھلکائے ہوئے چلنا خوشبو لبِ لعلیں کی
اک باغ سا ساتھ اپنے مہکائے ہوئے رہنا

اس حسن کا شیوہ ہے جب عشق نظر آئے
پردے میں چلے جانا شرمائے ہوئے رہنا

اِک شام سی کر رکھنا کاجل کے کرشمے سے
اِک چاند سا آنکھوں میں چمکائے ہوئے رہنا

عادت ہی بنا لی ہے تم نے تو منیرؔ اپنی
جس شہر میں بھی رہنا اکتائے ہوئے رہنا

غزل

دن اگر چڑھتا اُدھر سے میں ادھر سے جاگتا
حسن سارا مشرقوں کا ساتھ میرے جاگتا

میں اگر ملتا نہ اس سے اس ازل کی شام میں
خواب اِن دیوار و در کا دل میں کیسے جاگتا

ہے مثالِ بادِ گلشن جاگنا اس شوخ کا
رنگ جیسے دور کا رنگوں کے پیچھے جاگتا

اب وہ گھر باقی نہیں پر کاش اس تعمیر سے
ایک شہرِ آرزو آنکھوں کے آگے جاگتا

چاند چڑھتا دیکھنا بے حد سمندر پر منیرؔ
دیکھنا پھر بحر کو اس کی کشش سے جاگتا

غزل

سایۂ قصرِ یار میں بیٹھا
میں تھا اپنے حصار میں بیٹھا

اس کا آنا تھا خواب میں آنا
میں عبث انتظار میں بیٹھا

کوئی صورت نہیں ہے اس جیسی
اس کو دیکھو ہزار میں بیٹھا

اس کو خوشیوں سے خوف آتا ہے
وہم کیا ذہنِ یار میں بیٹھا

ہم بھی رستوں میں پھر رہے تھے منیر
وہ بھی تھا رہگذار میں بیٹھا

غزل

نسل در نسل کے افکارِ غزل سے نکلا
اتنی دیواروں سے میں اپنے عمل سے نکلا

سایۂ اشجارِ کہن سال کا جنت تھا مگر
میں بھی کچھ سوچ کے اس خوابِ ازل سے نکلا

دور تک پانی کے تالاب تھے ہنگامِ سحر
شمس اس آب کے اک تازہ کنول سے نکلا

وسعتِ شام میں، سرخی میں، سیاہی میں ہوا
رنگ اک سب سے جدا دشت و جبل سے نکلا

انت تھا جیسے ہر اک عشرتِ ممکن کا منیر
ہجر کا وقت اسی وصل کے پل سے نکلا

kitaabiyat.blogspot.com

غزل

کچھ وقت بعد اس سے جو نفرت ہوئی مجھے
اس سے نئی طرح کی مسرت ہوئی مجھے

ہے شرح و بستِ خوابِ جنوں اک محال کام
مت پوچھیے جو اس میں اذیت ہوئی مجھے

نسلوں کا فاصلہ ہے مرے ان کے درمیاں
اس وقت جن بتوں سے محبت ہوئی مجھے

سو پشت سے تھا پیشۂ آبا سپہ گری
کچھ شاعری ذریعۂ عزت ہوئی مجھے

کوئی تو ہے منیر جسے فکر ہے مری
یہ جان کر عجیب سی حیرت ہوئی مجھے

غزل

بے خیالی میں یونہی بس اک ارادہ کر لیا
اپنے دل کے شوق کو حد سے زیادہ کر لیا

جانتے تھے دونوں ہم اس کو نبھا سکتے نہیں
اس نے وعدہ کر لیا میں نے بھی وعدہ کر لیا

غیر سے نفرت جو پا لی خرچ خود پر ہو گئی
جتنے ہم تھے ہم نے خود کو اس سے آدھا کر لیا

kitaabiyat.blogspot.com

شام کے رنگوں میں رکھ کر صاف پانی کا گلاس
آبِ سادہ کو حریفِ رنگِ بادہ کر لیا

ہجرتوں کا خوف تھا یا پُرکشش کہنہ مقام
کیا تھا جس کو ہم نے خود دیوارِ جادہ کر لیا

ایک ایسا شخص بنتا جا رہا ہوں میں منیرؔ
جس نے خود پر بند حسن و جام و بادہ کر لیا

غزل

اور بھی قصے ہیں جو میں داستاں کرتا نہیں
اور بھی کچھ غم ہیں جن کو میں بیاں کرتا نہیں

راز ہیں جن کا امیں ہوں میں ہی بس اس دہر میں
اس خبر کا میں کسی کو رازداں کرتا نہیں

جو ہنر جس میں نہیں ہے مدعی اس کا ہے وہ
کوئی اپنی اصل کو اپنا نشاں کرتا نہیں

صبر اک طاقت ہے میری سختیِ ایام میں
اس صفت سے آدمی غم میں فغاں کرتا نہیں

عشق کرتا ہوں بتانِ شہر سے میں بھی منیرؔ
میں مگر اس شوق میں جی کا زیاں کرتا نہیں

kitaabiyat.blogspot.com

غزل

وحدت سے کثرت کی طرف
کثرت سے وحدت کی طرف

دائم اک بے چینی ہے
آخر کی حسرت کی طرف

ایک مقام قیام کا ہے
پچھم کی وسعت کی طرف

رخ شہروں کی شام کا ہے
صحرا کی وحشت کی طرف

اک محصور صدا سی ہے
بے حد چپ پربت کی طرف

شاید چاند نکل آیا ہے
دیکھ منیرؔ اس چھت کی طرف

kitaabiyat.blogspot.com

غزل

اک عالمِ ہجراں ہی اب ہم کو پسند آیا
یہ خانۂ ویراں ہی اب ہم کو پسند آیا

بے نام و نشاں رہنا غربت کے علاقے میں
یہ شہر بھی دلکش تھا تب ہم کو پسند آیا

تھا لال ہوا منظر سورج کے نکلنے سے
وہ وقت تھا وہ چہرہ جب ہم کو پسند آیا

ہے قطعِ تعلق سے دل خوش بھی بہت اپنا
اک حد ہی بنا لینا کب ہم کو پسند آیا

آنا وہ منیرؔ اس کا بے خوف و خطر ہم تک
یہ طرفہ تماشا بھی شب دل کو پسند آیا

غزل

ساری زمین سارا جہاں راز ہی تو ہے
یہ بود و ہستِ کون و مکاں راز ہی تو ہے

ہے آپ اپنی وسعتِ لا حد سے ایک راز
خوابِ گرانِ کوہِ گراں راز ہی تو ہے

کرتا ہوں میں بیاں جو کبھی اپنے شعر میں
شہرِ خیالِ حسنِ بتاں راز ہی تو ہے

kitaabiyat.blogspot.com

آنا رُتوں کا جا کے کوئی راز ہے عجیب
نخلِ بہار و برگِ خزاں راز ہی تو ہے

ہے کس کے انتظار میں بے چین سب جہاں
بھیجا گیا ہے کون یہاں راز ہی تو ہے

میرا کلام اس کے لیے راز ہے منیر
میرے لیے نگر کی زباں راز ہی تو ہے

غزل

زندہ رہیں تو کیا ہے جو مر جائیں ہم تو کیا
دنیا سے خامشی سے گزر جائیں ہم تو کیا

ہستی ہی اپنی کیا ہے زمانے کے سامنے
اِک خواب ہیں جہاں میں بکھر جائیں ہم تو کیا

اب کون منتظر ہے ہمارے لیے وہاں
شام آ گئی ہے لوٹ کے گھر جائیں ہم تو کیا

دل کی خلش تو ساتھ رہے گی تمام عمر
دریائے غم کے پار اُتر جائیں ہم تو کیا

kitaabiyat.blogspot.com

غزل

ردا اس چمن کی اڑا لے گئی
درختوں کے پتے ہوا لے گئی

جو حرف اپنے دِل کے ٹھکانوں میں تھے
بہت دُور ان کو صدا لے گئی

چلا میں صعوبت سے پُر راہ پر
جہاں تک مجھے انتہا لے گئی

گئی جس گھڑی شامِ سحرِ وفا
مناظر سے اک رنگ سا لے گئی

نشاں اک پرانا کنارے پہ تھا
اسے موجِ دریا بہا لے گئی

منیرؔ اتنا حسن اس زمانے میں تھا
کہاں اس کو کوئی بلا لے گئی

kitaabiyat.blogspot.com

غزل

میری ساری زندگی کو بے ثمر اس نے کیا
عمر میری تھی مگر اس کو بسر اس نے کیا

میں بہت کمزور تھا اس ملک میں ہجرت کے بعد
پر مجھے اس ملک میں کمزور تر اس نے کیا

راہبر میرا بنا گمراہ کرنے کے لیے
مجھ کو سیدھے راستے سے در بدر اس نے کیا

شہر میں وہ معتبر میری گواہی سے ہوا
پھر مجھے اس شہر میں نامعتبر اس نے کیا

شہر کو برباد کر کے رکھ دیا اس نے منیر
شہر پر یہ ظلم میرے نام پر اس نے کیا

ہر مشکل موسم کی حد پر

شروع بہار کے ہیں آثار
سبز ہوئے انجیر کے پتّے
سبز ہوئی پیپل کی قطار
ہری ہری چلمن کے پیچھے
اُڑتا ہے سُرخی کا غبار
ایک قدیم زمانہ سا ہے
اینٹوں کی اُونچی دیوار
اوٹ میں اک سنسان جگہ کی
لیے ہوئے کلیوں کے ہار
کھڑی ہے اک آسان بہار

kitaabiyat.blogspot.com

ایک مدّت کے گزرنے کے بعد کا وقت

وہ عہد جو دھندلا گیا
اک چاند جو گہنا گیا
وہ ساتھ اپنے لے گیا
اپنی ردائے دِل کُشا
رستے دکھاتی روشنی
گہری کشش موجود کی
ہونے کی مستی سے بھرے
رشتے گمان و لمس کے

اب وصل تو باقی نہیں
اس کا یقیں باقی نہیں
اِک نقل جیسے اس کی ہے
بے روح جیسی کوئی شے

یہ درمیاں کے سلسلے
الجھے ہوئے حیرت کدے
ٹوٹی ہوئی رنگینیاں
بگڑی ہوئی رعنائیاں
آنے سے پہلے خواب کے
کھلنے سے پہلے باب کے
بڑھتی ہوئی بے چینیاں
بڑھتی ہوئی تنہائیاں

kitaabiyat.blogspot.com

نئی محفل میں پہلی شناسائی

نئی جگہ تھی دور دور تک آخر پہ دیواریں شب کی
کچھ یاروں نے برپا کر دی اک محفل کچھ اپنے ڈھب کی
اونچے در سے داخل ہو کر صاف نشیب میں بیٹھے جا کر
ایک مقام میں ہوئے اکٹھے رونق اور ویرانی آ کر
مرکزِ در سے جشنِ بپا تک سیر تھی شامِ مہر و وفا کی
خوشی تھی اس سے ملنے جیسی بے چینی تھی ابر و ہوا کی
سب رنگوں کے لوگ جمع تھے ایک ہی منزل تھی ان سب کی
اک بستی آلام سے خالی ایک فضا کسی خوابِ طرب کی
جنگل کی شادابی جیسا پہنا تھا کوئی جلوہ اس نے
پیراہن اک نئی وضع کا کھلے سمندر جیسا اس نے
کر رکھا تھا چہرہ اپنا دکھ سکھ سے بے پروا اس نے
میری طرف تکنے سے پہلے چاروں جانب دیکھا اس نے

غزل

کسی کو اپنے عمل کا حساب کیا دیتے
سوال سارے غلط تھے جواب کیا دیتے

خراب صدیوں کی بے خوابیاں تھیں آنکھوں میں
اب اِن بے اَنت خلاؤں میں خواب کیا دیتے

ہوا کی طرح مسافر تھے دلبروں کے دل
انھیں بس ایک ہی گھر کا عذاب کیا دیتے

شراب دل کی طلب تھی شرع کے پہرے میں
ہم اتنی تنگی میں اس کو شراب کیا دیتے

منیرؔ دشت شروع سے سراب آسا تھا
اس آئینے کو تمنا کی آب کیا دیتے

kitaabiyat.blogspot.com

میں اگر ٹھہر جاتا

میں اگر ٹھہر جاتا
اس نظر کے کہنے سے
میں قیام کر لیتا
یوں سفر میں رہنے سے
اُس دیارِ غُربت کے
درد مند لوگوں میں
اپنے جیسے دنیا کے
فکر مند لوگوں میں

غزل

دشت باراں کی ہوا سے پھر ہرا سا ہو گیا
میں فقط خوشبو سے اس کی تازہ دم سا ہو گیا

اس کے ہونے سے ہوا پیدا خیالِ جاں فزا
جیسے اِک مُردہ زمیں میں باغ پیدا ہو گیا

پھر ہوائے عشق سے آشفتگی خوباں میں ہے
ان دنوں میں حسن بھی آزار جیسا ہو گیا

ہے کہیں محصور شاید وہ حقیقت عہد کی
جس کا رستہ دیکھتے اتنا زمانہ ہو گیا

غم رُبا ہے حال کہنا دل کا اس بُت سے منیرؔ
جس کے غم میں اپنے دل کا حال ایسا ہو گیا

kitaabiyat.blogspot.com

ہر مُکھ پہ خوبصورتی کا مقام

ہر کسی کے چہرے میں
اِک ضیا سی ہوتی ہے
رُخ کے ایک حصّے میں
حسن کے علاقے کی
اِک ادا سی ہوتی ہے
اس کو میں نے دیکھا تھا
گرم خُو مہینوں میں
اِک خوشی کی محفل میں
شہر کے مکینوں میں
اِک طرف کھڑے تنہا
جس طرف کو رستے تھے
جن کے ساتھ گلیاں تھیں

جن میں لوگ بستے تھے
بے کشش مکانوں میں
جیسے چاند راتیں تھیں
اس کے سرد چہرے میں
خوشگوار آنکھیں تھیں

kitaabiyat.blogspot.com

غزل

شکوہ کریں تو کس سے شکایت کریں تو کیا
اک رائیگاں عمل کی ریاضت کریں تو کیا

جس شے نے ختم ہونا ہے آخر کو ایک دن
اس شے کی اتنے دکھ سے حفاظت کریں تو کیا

حرفِ دروغ غالبِ شہرِ خدا ہوا
شہروں میں ذکرِ حرفِ صداقت کریں تو کیا

معنی نہیں منیرؔ کسی کام میں یہاں
طاعت کریں تو کیا ہے، بغاوت کریں تو کیا

ڈرائے گئے شہروں کے باطن

ان دنوں یہ حالت ہے میری خوابِ مستی میں
پھر رہا ہوں میں جیسے اک خراب بستی میں

خوف سے مفر جیسے شہر کی ضرورت ہے
عیش کی فراوانی اس کی ایک صورت ہے

ان دنوں میں مے نوشی فعلِ سود لگتا ہے
عورتوں کی صحبت میں دل بہت بہلتا ہے

kitaabiyat.blogspot.com

ایک بیراگی سے مکالمہ

کیوں بیراگ لیا رے بھائی، کیوں بیراگ لیا
کس کارن اِن سُکھ کے دنوں میں
جگ کو تیاگ دیا
یہ ریکھائیں اور دِشائیں جن کا تجھ کو گیان نہیں
لے جائیں گی ایسی جگہ پر جس کی تجھے پہچان نہیں
تج دے گا جس دھرتی کو تو نے نیا سہاگ دیا

طلسماتِ صبحِ کاذب

کچھ اندھیرے کی خبر تھی کچھ اُجالے کی خبر
صبحِ صادق سے سوا تھا صبحِ کاذب کا اثر
اِک سیہ دیوار پر آثارِ روشن کی رمق
ظاہر باطل کے آگے نور کا چہرہ تھا فق

kitaabiyat.blogspot.com

موسمِ سرما کی بارش کا یہ پہلا روز ہے

موسمِ سرما کی بارش کا یہ پہلا روز ہے
دھند ہے اطراف میں سورج کے خوابِ گرم پر
میں کہ جو محصور ہوں آرامِ حسنِ یار میں
اِک حفاظت سی ہے مجھ کو جسم کی مہکار میں
یاد اور موجود دونوں کی حقیقت اس میں ہے
غم کی طاقت کو غلط کرنے کی ہمت اس میں ہے
سحر اتنے ہیں جمالِ مہربانِ یار میں
جتنے اس سرما کی بارش کے حسیں اسرار میں

اب میں اسے یاد بنا دینا چاہتا ہوں

مَیں اس کی آنکھوں کو دیکھتا رہتا ہوں
مگر میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا
مَیں اس کی باتوں کو سنتا رہتا ہوں
مگر میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا
اب اگر وہ کبھی مجھ سے ملے
تو مَیں اس سے بات نہیں کروں گا
اس کی طرف دیکھوں گا بھی نہیں
مَیں کوشش کروں گا
میرا دِل کہیں اور مبتلا ہو جائے
اب مَیں اسے یاد بنا دینا چاہتا ہوں

kitaabiyat.blogspot.com

گہری خاموشی

جب سے وہ بچھڑا ہے
اس گھر کی خاموشی اس کی قبر سے بھی گہری ہے
اس کے گُن
روشن آنکھوں کی طرح یہاں منڈلاتے ہیں
اور چاندی سی آوازوں سے
دکھ کو دور بھگاتے ہیں ——— !

(میری دیب کی نظم کا ترجمہ)

غزل

خواب و خیالِ گُل سے کدھر جائے آدمی
اِک گلشن ہوا ہے جدھر جائے آدمی

دیکھے ہوئے سے لگتے ہیں رستے، مکاں، مکیں
جس شہر میں بھٹک کے جدھر جائے آدمی

دیکھے ہیں وہ نگر کہ ابھی تک ہوں خوف میں
وہ صورتیں ملی ہیں کہ ڈر جائے آدمی

یہ بحرِ ہست و بود ہے بے گوہرِ مراد
گہرائیوں میں اس کی اگر جائے آدمی

پردے میں رنگ و بو کے سفر در سفر منیرؔ
ان منزلوں سے کیسے گزر جائے آدمی

kitaabiyat.blogspot.com

غزل

پتھر کا اس کا دل ہے تو مخمل کا اس کا جسم
میداں ہے اس کی آنکھ میں بادل کا اس کا جسم

شاید نظر پڑے جو دیرِ روشنی کھلے
اتنی سیاہ رات میں کاجل کا اس کا جسم

موسم کی مستیوں میں اسے دیکھنا ذرا
ٹھنڈی ہوا کی زد پہ ہے پیپل کا اس کا جسم

تازہ ہوئی ہے اس کے سبب روحِ عصر بھی
پھوٹا ہے ایسے رنگ سے کونپل کا اس کا جسم

تبدیلیوں کے دن ہیں زمانے میں اے منیرؔ
ہے آج مختلف سا بہت، کل کا اس کا جسم

غزل

اپنے گھر سے چل پڑنا محفلوں کی حسرت میں
راستوں میں رہ جانا منزلوں کی حسرت میں

دیر تک کھڑے رہنا باغ کے اندھیرے میں
دیر سے جدا رہتے دلبروں کی حسرت میں

اس کی بے وفائی بھی مستقل نہیں ہوتی
دل سدا وہ رکھتا ہے دو رُخوں کی حسرت میں

کوک ہے یہ کوئل کی یا پکار ازلوں سے
انت کی اداسی کی رونقوں کی حسرت میں

ضد منیرؔ کیوں بنئے حال کے زمانے کی
اور اِک زمانے کے موسموں کی حسرت میں

(اپنی پنجابی غزل کا ترجمہ)

kitaabiyat.blogspot.com

اُس کو یاد کرنے کی ساعتیں

جب ستارے واپس جانے لگیں
آثار سحر کے آنے لگیں،
اس وقت اسے تم یاد کرو
اور رات کے کسی علاقے میں
اور شام کے خالی خاکے میں

kitaabiyat.blogspot.com